مصطلحاتِ حدیث کی تعبیر جدید

A NEW INTERPRETATION OF TERMS OF THE HADITH

ڈاکٹر محمد رمضان نجم باروی*

Abstract:
The Hadith studies remained central in Islamic tradition. The early Muhaddithin focused all their attentions to compiling and collecting the Hadith and then they devised terminologies for the assessment of Hadith. It has been observed that there is a certain degree of disagreement on various definition of a term of hadith. This paper is focused to study the various definitions of the term 'hadith'. The Muhaddithin defined and divided the term hadith into three kinds: qawli, faili, and taqriri while the latter Muhaddithin added many other forms in the category of hadith i.e. hadith khilqi, khulqi, inshai, hikai, Makki, Madani and other compound forms. This paper provides a detailed elaboration of this term in historical perspective.

Key Words: Hadith studies, Muhaddithin, Compilation of Hadith, and Terminology of hadith.

حدیث مبارک علم وعرفان کا ایسا بحر بے کنار ہے جس میں غوطہ خوروں کو صدیاں بیت جانے کے باوجود نہ اس کا کنارہ ملا ہے ، گہرائی ملی ہے اور نہ ہی گیرائی کا اندازہ ہوا ہے۔اس وسیع تر سمندر کے جواہرات کو مختلف انواع واقسام میں بیان کرنے کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ آئے روز کوئی نیا جوہر اور موتی دستیاب ہوکر اپنی خوب صورتی ، انفرادیت اور انمول ہونے کے اعتبار سے قدر آشنائوں کو ورطہء حیرت میں ڈال رہا ہے۔اس کے غوطہ زن اپنے اس پیشہ علمی میں صدیوں سے مشغول ہیں اور کامیابی سے اپنی منزل کو پانے کے لیے ان تھک جدوجہد کر رہے ہیں۔

تحقیق وتدقیق (Research and Close Study) کے شائقین حدیث اور علوم الحدیث سے نئے نئے عنوانات چن کر اپنی تحقیق کا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔سند ومتن ، روایت ودرایت اور الفاظ ومعانی سے لے کر مختلف اقسام واصناف کی طرف تقسیم کا عمل بیسیوں علوم سے صفحاتِ تحقیق کو مزین کرچکا ہے۔ہزاروں اہل سعادت نے اپنی زندگیاں کھپا کر آنے والی نسلوں کو اسماء الرجال ، جرح وتعدیل ، مصطلحات اور دیگر علوم حدیث میں مزید شناسائی اور دریافت کی بنیادیں فراہم کی ہیں۔

---

*اسسٹنٹ پروفیسر (شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ)،دی یونیورسٹی آف فیصل آباد

حدیث مبارک کی ابتدائی تعریف اور اقسام جو علماء ومحدثین نے بیان کی ہیں ہنوز وہی معتبر ومستند ہیں۔اپنی سہولت اور نئی فکری صلاحیتوں کے پیش نظر اسی تعریف اور اقسام میں مزید توضیحی قیود یا تقسیم میں مزید ضمنی اقسام کا اضافہ کیا گیا ہے لیکن اس توضیحی، تشریحی اور تعبیری تحقیق کی بنیاد وہی ابتدائی تعریفات، تقسیمات اور اقسام ہیں جن سے صرف نظر یا چشم پوشی ممکن نہیں۔

لیکن یہ بات حیرت کی ہے کہ ابتدائی محدثین وفقہاء سے حدیث کی کوئی مستقل تعریف ثابت نہیں ہے۔

صدیوں بعد حدیث نبوی اور حدیث قدسی کی باقاعدہ تعریف کی گئی ہے اور اس سے بھی زیادہ حیرت اس بات پہ ہے کہ اصول حدیث کی تمام ابتدائی اور بنیادی کتب میں حدیث کی تعریف نہیں کی گئی اور جب تعریف کی گئی ہے تو اس میں حرف تردید "اَو" ذکر کر کے ایک سوال جنم لینے کی گنجائش چھوڑ دی گئی ہے کہ ایک حدیث یا قولی ہو گی، یا فعلی، یا تقریری، جبکہ احادیث کثیرہ میں قول، فعل بلکہ تقریر کا اجتماع ہے اور پھر حدیث قدسی کی تقسیم کی طرف اس لیے توجہ نہیں دی گئی کہ بعض حضرات نے اسے بھی حدیث نبوی ہی قرار دیا ہے۔ دوسری طرف حدیث قولی، فعلی اور تقریری بلکہ سکوتی کی مزید بھی تقسیم ہو سکتی تھی جسے استنباط احکام میں زیادہ فائدہ نہ ہو سکنے کے باعث نظر انداز کیا گیا ہے لیکن فنی اعتبار سے ایک چیز کے تجزیاتی یا تحلیلی مطالعہ کے لیے اُس کے اجزاء تک کو فنی نقطہ نظر سے جانچنا بسا اوقات مستقبل کے محقق کے لیے استنباطی طرق بھی کھول سکتا ہے۔ اس لیے زیر نظر مضمون سپرد قرطاس کیا گیا ہے تاکہ محققین کے لیے حدیث و علم حدیث میں ایک نئی جہت تحقیق متعارف ہو۔

حدیث کی بنیادی تعریف واقسام

بنیادی طور پر حدیث کو دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے، حدیث قدسی اور حدیث نبوی، جن کی ابتدائی تعریفات درج ذیل ہیں:

حدیث قدسی

الحدیث القدسی: ھو من حیث المعنی من عنداللہ تعالیٰ و من حیث اللفظ من رسول اللہ ﷺ فھو ما اخبر اللہ تعالی بہ نبیّہ بالالھام أو بالمنام فاخبر علیہ الصلاۃ والسلام عن ذلک المعنی بعبارۃٍ من نفسہ۔(۱)

"حدیث قدسی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو الہام یا خواب کے ذریعے اُس کی خبر دے اور پھر رسول اللہ ﷺ اس الہامی معنی کو اپنے الفاظ سے بیان کریں۔"

اور اس کا مرتبہ قرآن اور حدیث کے درمیان ہے یعنی قرآن سے کم اور حدیث نبوی سے بلند، لیکن حکمایہ حدیث نبوی کے درجے میں ہے۔

اس کی مختلف تعریفات سے جو ایک بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث قدسی اپنی ابتداء میں متواتر نہیں ہوگی بلکہ آحاد ہوگی لیکن اس کا درجہ حدیث نبوی متواتر سے زیادہ ہے کیوں کہ ساری اُمت جمع ہوکر صحت کا وہ مقام حاصل نہیں کرسکتی جو نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے۔

نبی کریم ﷺ سے روایت کرنے والوں کے اعتبار سے اس کی متواتر، مشہور، صحیح، حسن یا ضعیف کی طرف تقسیم ہوسکتی ہے اور یہ اقسام نبی کریم ﷺ سے ثبوت کے اعتبار سے ہوں گی۔

جمہور کی تعریف کے مطابق حدیث قدسیہ میں کسی فرشتے کا واسطہ بھی نہیں ہوگا بلکہ بلا واسطہ اس کا نبی کریم ﷺ کے قلبِ اطہر پر القاء یا الہام ہوتا ہے لیکن اگر بواسطہ ملک بھی ہو اور قرآن کریم کے علاوہ ہوتووہ بھی حدیث قدسی ہوگی اور اس طرح اس کی دو اقسام سامنے آئیں گی ایک جو بلا واسطہ ملک ہو اور دوسری جو بواسطہ ملک ہو۔

حدیث قدسی کو حدیثِ الٰہی، حدیث ربانی وغیرہ بھی کہتے ہیں۔

اقسامِ حدیثِ قدسی

عموماً حدیث قدسی کی تقسیم نہیں کی جاتی جبکہ اس کی تقسیم بھی ذیل کی اقسام میں کی جاسکتی ہے۔

حدیث نبوی کی طرح حدیث قدسی کی بھی بنیادی تین اقسام ہیں: قولی، فعلی، تقریری

حدیث قدسی قولی کی مثال

''الصوم لی وانا اجزی به''[۲]

''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا''

حدیث قدسی فعلی کی مثال

''وضع کفیه بین کتفیی فوجدت بردها بین ثدیی''[۳]

''اُس (اللہ تعالیٰ) نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اُس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی''

حدیث قدسی تقریری کی مثال

نبی کریم ﷺ کے بعض افعال واحکام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آئندہ نہ کرنے کا حکم فرمایا۔ جیسا کہ کفار قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ دینا۔[۴] اور منافق کی نماز جنازہ پڑھنا۔[۵]

لیکن اکثر آپ کے احکام ، ارشادات اور سنن کے بعد ان کی تردید یا ممانعت میں کوئی حکم قرآن حکیم میں نہیں آیا جس کا معنی یہ ہے کہ یہ سکوت تقریری اور تائیدی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے محدود احکام نازل فرمانے کے بعد باقی فروعی معاملات کے لیے اس اُمت کو اجماع و قیاس کی اجازت دینا اور تمام معاملات کی تفصیل نازل نہ فرمانا یہ بھی سکوت ہے جو ان تمام معاملات کے جواز پر قدسی تقریر کے ضمن میں آتا ہے۔

حدیثِ قدسی کی مرکب اقسام

بعض احادیث قدسیہ ایسی بھی ہیں جو قول وفعل وغیرہ سے مرکب ہیں۔مثلاً یہ حدیث:

اتانی ربی عزوجل اللیلة فی احسن صورةٍ فقال : یا محمد! قلت : لبیک ربی وسعدیک ، قال فیم یختصم الملأ الأعلی؟ قلت : لا ادری ای ربّ ، قال ذلک مرتین أو ثلاثا ، قال: فوضع کفیه بین کتفی فوجدت بردها بین ثدیی حتی تجلی لی ما فی السموات وما فی الأرض۔[۴]

اس حدیث میں قول اور فعل الٰہی جمع ہیں ، یعنی یہ حدیث قدسی قولی وفعلی کا مجموعہ اور مرکب ہے۔اور ''اتانی ربی ، فوضع کفیه بین کتفی ،'' فعل الٰہی، جبکہ ''فیم یختصم الملأ الأعلی '' قول الٰہی ہے اور اسی طرح اس حدیث میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی کیفیت اور اثر پذیری کا بھی ذکر ہے اس طرح یہ حدیث اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے قول، آپ کی کیفیت، حدیث کے اثر اور اثر پذیر کا حسین امتزاج ہے۔

حدیثِ نبوی

حدیث قدسی کی طرح حدیث نبوی کی مستقل تعریف ابتدائی ذخیرہ حدیث اور کتب اصول حدیث میں نہیں ملتی جبکہ بعد میں اس کی تعریفات لکھی گئی ہیں۔

سب سے اولین تعریف حدیث جو کتب حدیث میں ملتی ہے وہ برہان الدین ابراہیم بن عمر (۷۳۲ھ) کی ہے یہ تعریف ہے۔

''المضاف إلی النبی ﷺ قولاً أوفعلاً او تقریراً اتصل او انفصل ''[۵]

اگرچہ یہ تعریف حدیث مرفوع کی گئی ہے جو حدیث کی ایک قسم ہے البتہ اسی سے مطلق حدیث نبوی کی تعریف سمجھی جارہی ہے۔

اسی طرح حدیث کی قدیم تعریف وہ بھی ہے جو علامہ الکافیجی احمد بن اسماعیل (۸۷۹ھ) نے بیان کی ہے۔

''هو خبر نسب إلى الرسول ﷺ قولاً أو فعلا اوسكوتاً منه عند امر يعانيه''(۸)

سب سے واضح اور مفصل تعریف علامہ السخاوی نے (۹۰۲ھ) کی ہے جو درج ذیل ہے۔

''ما اضيف الى النبى صلى الله عليه وآله وسلم قولاً له أو فعلاً أو تقريراً أو صفة حتى الحركات والسكنات فى اليقظة والمنام۔''(۹)

'' ہر وہ قول، فعل، تقریر یا صفت یہاں تک کہ بیداری و نیند کی حرکات و سکنات جن کی نسبت نبی ﷺ کی طرف ہو، وہ حدیث ہے۔''

جب کہ بعض حضرات نے اس میں ''وصفاً'' کے ساتھ ''خِلقیۃ اَوخُلقیۃ'' کا بھی اضافہ کیا ہے اور بعض نے ''او سيرةً سواء كان قبل البعثة أو بعدها''(۱۰) کا بھی اضافہ کیا ہے جس سے نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی کے تمام معاملات ، احوال وواقعات اس میں شامل کیے گئے ہیں۔

تعریف حدیث کی قیود اور اقسام

امام سخاوی(۹۰۲ھ) نے جو حدیث کی تعریف کی ہے اُس میں اور دوسرے حضرات کی تعریف حدیث میں جو قیود ذکر کی گئی ہیں۔وہ اصل اقسام حدیث کی طرف اشارہ ہے مثلاً قولاً، فعلاً ،تقریراً، وصفاً،خلقیاً،خُلقیا،ایاماً ، اسی طرح قبل البعثۃ ، اَوبعدھا ، الیقظہ اور المنام۔

لیکن عموماً محدثین نے ان میں سے قول ، فعل اور تقریر کو ''جو بنیادی قیود ہیں'' سے حدیث تین بنیادی اقسام ''حدیث قولی، فعلی اور تقریری''کی طرف تقسیم کی ہے جب کہ دوسری قیود سے جو اقسام سمجھی جاتی ہیں۔ان کے پیش نظر تقسیم نہیں کی، حالانکہ ان قیود سے بھی احادیث کی اقسام ، وصفی ،خُلقی ، خَلقی ،سکوتی ،یقظی، نومی، حالی، کیفی وغیرہ کو بیان کیا جاناچاہیے تھاکیونکہ یہ چیزیں اقوال میں شامل ہیں اور نہ ہی افعال و تقریرات میں اور جو فوائد دوسری تقسیم سے حاصل ہوتے ہیں وہی یا اُسی جیسے فوائد ان اقسام سے بھی حاصل ہوسکتے ہیں۔مثلاً اخلاق و کردار سازی، جواز واباحت کا اثبات، کلام کے ساتھ ساتھ جسمانی حالات و کیفیات کی مطابقت اور جسم کی حرکات و سکنات سے رضا و عدم رضا کا اظہار، مفخر نبوت سے طبعی و فطری صادر ہونے والی عادات و حالات سے فطرت انسانی کا مطالعہ اور ایک ہی وقت میں قول ، فعل ، سکوت ، تقریر اور جسمانی کیفیات سے مخاطب پر اثر اندازی وغیرہ۔

ایک بات توجہ طلب ہے کہ متقدمین نے حدیث کی تعریف میں قولاً ،فعلاً اور تقریراً کی جو قیود ذکر کی ہیں اس کا معنی صرف یہ ہے کہ حدیث ان اُمور میں سے کسی ایک، دو یا تمام پر مشتمل ہو گی اور ہدایت ووفوح کے پیش نظر ان تینوں اقسام کی تعریف بھی باقاعدہ طور پر الگ الگ متقدمین سے ثابت نہیں ہے۔ جبکہ تقریر کی وضاحت اجمالاً موجود ہے کیوں کہ اس کی ضرورت تھی کہ تقریر سے کیا مراد ہے؟ تقریر

عموماً سکوت کی صورت میں ہوتی ہے۔ تو چاہیے یہ تھا کہ اس کا نام حدیث سکوتی ہوتا لیکن چوں کہ ہر سکوت تقریر نہیں ہوتا اور پھر یہ کہ تقریر کی اور بھی کئی صورتیں ہیں اس لیے اس کا نام تقریر رکھا تاکہ جو سکوت وغیرہ کا مقصد ہے اس کو واضح کیا جاسکے۔ البتہ تقریر کی مختلف اقسام کی صراحت نہیں کی گئی اور سکوت تقریری اور سکوت غیر تقریری کا فرق بھی اصول حدیث کی کتب میں مصرح نہیں ہے۔

حدیث گفتگو کو کہتے ہیں اور نئی چیز کو بھی تو اس اعتبار سے ہر وہ نیا قول، فعل یا تقریر وغیرہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے وارد ہوا وہ حدیث ہے یعنی حدیث کا معنی اگر نئی چیز کیا جائے جو قدیم کا مقابل ہے تو یہ معنی تمام اقسام حدیث کو شامل ہوگا اسی طرح نبی الصلاۃ والسلام کے اقوال، افعال اور تقریرات وغیرہ کے بیان کرنے کو بھی حدیث کہا جاسکتا ہے لیکن اس کو عموماً حدیث نبوی سے ممتاز کرنے کے لیے روایت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

قول، فعل، تقریر کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب امور کو " جن کا ذکر امام السخاوی کی تعریف حدیث میں ہے " کا اقسام حدیث میں اعتبار نہیں کیا جاتا اس کے علاوہ کئی احادیث ایسی بھی ہیں جن میں قول، فعل، تقریر اور اوصاف وغیرہ کا اجتماع بھی ہے۔ تو اُن سے جو مرکب اقسام وجود میں آتی ہیں اُن کا اعتبار کرکے عملی تقسیم محدثین نے بیان نہیں کی۔ اگرچہ وہ مفرد اقسام سے سمجھی جاتی ہیں لیکن فنی طور پر ان کی الگ تقسیم میں تبادر الی الفہم ہے ایک گہرائی اور گہرائی ہے جو نامعقول نہیں ہے۔ ذیل میں وضاحت کے لیے تعریف حدیث میں مذکورہ قیود کے مطابق غیر معروف اقسام مفردہ کی تعریفات اور امثلہ لکھی جاتی ہیں:

حدیث سکوتی

ایسا سکوت نبوی جو تقریر نہ ہو یا جس حدیث میں سکوت غیر تقریری ہو مثلاً:

> ''عن عطاء بن يسار، انه قال جاء رجلٌ الى رسولِ الله صلى الله عليه وآله وسلم فسأله عن وقت صلوة الصبح، قال: فسكت عنه رسولُ الله صلى الله عليه وآله وسلم حتى اذا كان من الغد صلى الصبح حين طلوع الفجر ثم صلى الصبح من الغد بعد ان اسفر، ثم قال: أين السائلُ عن وقتِ الصلاةِ؟ قال: ها انا يا رسولَ الله صلى الله عليه وآله وسلم قال: ما بين هذين وقت۔''(۱۱)

> " عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسول اکرم ﷺ میں حاضر ہوا اور نماز صبح کے وقت کے بارے میں سوال کیا تو آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ آپ نے دوسرے دن نماز فجر طلوع فجر کے وقت ادا فرمائی۔ اور اس سے اگلے دن اچھی خاصی روشنی ہو جانے پر نماز صبح ادا فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا: نماز فجر کے وقت کے بارے پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے

عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں فرمایا ان دو کے درمیان جو وقت ہے وہی نماز فجر کا وقت ہے"۔

حدیث مذکور میں جو سکوت ہے وہ تقریر نہیں لیکن اس میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں اس حدیث کے اس حصے کو قولی، فعلی، تقریری نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ حصہ سکوتی ہے اور اس سکوت میں بھی بے شمار حکمتیں ہیں۔

حدیث وصفی خلقی

ایسی حدیث جس میں آپ ﷺ کا کوئی تخلیقی وصف جیسے آپ کے حلیہ وغیرہ کا بیان ہو مثلاً:

''کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیس بالطویل البائن ولا بالقصیر ولا بالابیض الا مهق ولا بالآدم ولا بالجعد القطط ولا بالبسط۔''(۱۲)

"رسول اللہ ﷺ نہ تو بہت طویل قامت تھے اور نہ ہی بہت پست قامت نہ بہت زیادہ سفید رنگ تھے اور نہ ہی گندمی رنگ والے، نہ بہت زیادہ گھنگھریالے بالوں والے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے بالوں والے"

حدیث مبارک کے تمام الفاظ نہ قول ہیں نہ فعل اور نہ عادت اور نہ ہی تقریر بلکہ یہ آپ کا خلقی وصف اور حلیہ ہے جو حدیث وصفی یا خِلقی ہی کہلائے گا۔

حدیث وصفی خُلقی

ایسی حدیث جس میں آپ ﷺ کی کسی عادت مبارکہ کا ذکر ہو جیسے حدیث میں ہے:

''کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجود بالخیر من الریح المرسلۃ۔''(۱۳)

" رسول اللہ ﷺ بھلائی فرمانے میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہیں "

یہ آپ کی عادات کریمہ میں سے ایک عادت ہے جو ہمیشہ آپ میں رہی تو اسے حدیث خُلقی کہنا زیادہ مناسب ہے۔

حدیث نومی

ایسی احادیث جن میں نبی کریم ﷺ کی حالت نیند میں کسی فعل یا حالت کو بیان کیا گیا ہوں مثلاً:

''عن ابن عباسٍ رضی اللہ عنہما ان رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام حتی سمع لہ غطیطٌ فقام فصلی ولم یتوضأ۔''(۱۴)

" بروایت ابن عباس رسول اللہ ﷺ سو گئے اور آپ سے خراٹوں کی آواز بھی سنی گئی پھر آپ کھڑے ہوئے تو وضو کئے بغیر آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی"

حدیث مذکور میں جو ایک غیر اختیاری فعل حالت نیند میں آپ سے سرزد ہوا ہے اسے حدیث فعلی کے بجائے حدیث نومی کہنا زیادہ مناسب ہے۔

اس کے علاوہ جو نبی کریم ﷺ کے خوابوں کی احادیث ہیں وہ بھی احادیث نومی ہیں اگرچہ ان کے بارے آپ ﷺ نے حالت بیداری میں وضاحت فرمائی لیکن حالت بیداری میں حالت نومی کی کیفیت یا جو قول و فعل واقع ہوا اس کا بیان تھا ابتداء میں افعال واقوال کا وقوع نیند ہی میں ہوا۔

اس کے پیش نظر حدیث کو اختیاری، غیر اختیاری اور یقظی و نومی کی طرف بھی تقسیم کہا جا سکتا ہے۔ جس سے استنباط اقسام پر مختلف اثر مرتب ہو گا۔

حدیث کیفی یا حالی

ایسی احادیث جن میں آپ ﷺ کی یا آپ کے کسی فعل کی کیفیت بیان کی گئی ہو مثلاً:

''عن مطرفِ بنِ عبداللہ الشخیرِ عن أبیہِ قال: رأیتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصلی وفی صدرہ أزیز کأزیز المرجلِ من البکاءِ۔''[۱۵]

"جناب عبداللہ الشخیر کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ دوران نماز رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ مبارک سے ایسے آواز سنی جیسے ہنڈیا کے ابلنے کی آواز ہوتی ہے۔"

ایسی احادیث کو فعلی کہنے کے بجائے کیفی یا حالی کہنا ہی مناسب ہے کیونکہ یہ آپ کے ایک فعل کا اثر یا اس کی کیفیت ہے۔

حدیث کی مرکب اقسام

اس سے قبل جو اقسام مذکور ہوئیں وہ مفرد اقسام ہیں جب کہ بے شمار ایسی احادیث ہیں جن میں قول و فعل، قول وسکوت، قول وتقریر وغیرہ جمع ہوئے ہیں۔ اسی طرح حدیث قدسی وحدیث نبوی، حدیث نبوی اور اقوال صحابہ وغیرہ کا اجتماع ہے تو ایسی احادیث کو محض قولی، یا محض فعلی اور تقریری وغیرہ نہیں کہا جا سکتا لیکن بہرحال بنیادی طور پر ان میں یہی بنیادی اقسام ہی کا امتزاج واجتماع ہے۔ البتہ ان سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ محدثین نے حدیث کی تعریف میں جو حرف تردید "اَو" ذکر کیا ہے وہ واؤ کے معنیٰ میں ہے جو جمع کے لیے آتی ہے اور ایسا نہیں ہے کہ اقوال، افعال وتقریرات وغیرہ میں سے ایک حدیث میں کوئی ایک قسم ہی موجود ہوتی ہے۔

حدیث قدسی وحدیث نبوی

''عن أبی هریرةَ رضی الله عنه ان رسولَ الله صلی الله علیه وآله وسلم عاد رجلاً من وعک کان به فقال: ابشر! فان الله تعالیٰ یقول: هی ناری اسلطها علی عبدی المذنب لتکون حظه من النارِ۔''[۱۲]

''رسول اللہ ﷺ نے ایک بخار کے مریض کی عیادت فرمائی تو اسے فرمایا تمہیں خوش خبری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بخار میری آگ ہے جسے میں اپنے گنہ گار بندے پر مسلط کر دیتا ہوں تا کہ یہ جہنم کی آگ سے اس کا حصہ ہو جائے۔''

حدیث مذکور کا ابتدائی حصہ حدیث نبوی فعلی پر اور آخری حصہ حدیث قدسی قولی پر مشتمل ہے بلکہ حدیث قدسی میں قول وفعل دونوں جمع ہیں۔اس لیے کہ ''اسلطها''کا اشارہ اللہ تعالیٰ کے فعل تسلیط کی طرف ہے تو گویا یہاں ایک حدیث کی مزید قسم بھی سامنے آتی ہے کہ ایسا قول جو فعل کو لازم ہو تو وہ حدیث قولی لازم الفعل ہوگی۔یعنی ایسے کلمات قدسیہ یا نبویہ جو فعل کو بیان کرنے کے لیے لائے گئے ہوں یا جن سے کوئی فعل سمجھا جارہا ہو۔

حدیث قولی وفعلی

''عن أنس بن مالک رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم رأی نخامة فی القبلة فشق علیه حتی رُءِی فی وجهه فقام فحکّه بیده فقال: ان احدَکم اذا نام فی صلاته فانه یناجی رَبه ۔۔۔۔''[۱۷]

'' نبی کریم ﷺ نے قبلہ کی جانب (مسجد کی دیوار پر) تھوک دیکھا تو یہ آپ پر ناگوار گزرا اور یہ ناگواری آپ کے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی پھر کھڑے ہوئے اور خود اپنے دست نبوت سے اسے مٹادیا اور پھر فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔۔۔''

حدیث بالا کا ابتدائی حصہ فعل پر اور اس کے بعد والا حصہ قول پر مشتمل ہے اور اس حدیث میں آپ کی کیفیت بھی مذکور ہے جس کی طرف ''فشق علیہ حتی رءی فی وجھہ''کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں تو گویا یہ حدیث قولی، فعلی اور کیفی کا مرکب ہے۔اور یہ بھی کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کی کیفیات سے آپ کی رضا اور عدم رضا کو پہچان لیتے تھے اور یہ بہت ہی رغبت و محبت سے کسی کی طرف دیکھنے کا نتیجہ ہوتا ہے جس میں قلب، نگاہ اور عقل و خرد سب ایک ہی ذات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

سید محمد انور شاہ کشمیری(۱۳۵۳ھ) نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے۔حدیث امامت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا جس میں نبی کریم ﷺ نے ایک رکعت ان کے ساتھ جماعت سے پڑھنے کے بعد فرمایا: ''احسنتم''(۱۸)

اس سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ومن مستدلاتنا ما سیأتی من الحدیثِ القولِی وفعلِہ علیہ الصلاۃ والسلام حین رجع من غزوۃ تبوک ، وکان امامُ القوم عبدَالرحمٰنِ بنِ عوفٍ رضی اللہ عنہ۔''(۱۹)

'' ہمارے دلائل میں سے آنے والی حدیث قولی اور فعلی ہے کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے لوٹے اور قوم کے امام عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے''

اس میں قول و فعل دونوں ایک حدیث میں جمع ہیں اور دونوں سے ان کی امامت کی آپ نے تائید فرمائی کہ تم نے وقت پر نماز پڑھ کر اور ابن عوف کو امام بنا کر بہت اچھا ہے۔اور یہ قول و فعل دونوں ایک ہی حدیث میں جمع ہیں۔

قولی و تقریری حدیث

بعض احادیث ایسی ہیں جن میں قول و تقریر جمع ہیں جیسے یہ حدیث ہے:

''عن بن عمر رضی اللہ عنہما قال النبیُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''لما رجع من الأحزابِ'' لا یصلین احدٌ العصرَ الی فی بنی قریظۃَ فادرک بعضُہم العصرَ فی الطریقِ وقال بعضُہم لا نصلی حتی نأتیہا، وقال بعضُہم بل نصلی لم یرد منا ذلک فذکر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلم یعنف احدًا منہم۔''(۲۰)

'' نبی کریم ﷺ جب احزاب سے لوٹے تو فرمایا: تم لوگ نماز عصر بنی قریظہ میں ہی جا کر پڑھنا بعض صحابہ کو راستے ہی میں وقت عصر ہو گئی۔اُن میں سے بعض نے کہا کہ ہم تو بنی قریظہ ہی میں جا کر نماز پڑھیں گے جبکہ بعض نے کہا کہ آپ کی یہ مراد نہیں تھی اور انہوں نے نماز عصر راستے ہی میں پڑھ لی پھر اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے کسی کو بھی ملامت نہیں فرمایا۔''

حدیث مذکور میں قول اور سکوت یعنی تقریر دونوں موجود ہیں۔

قولی ، فعلی اور تقریری حدیث

ایسی احادیث جن میں قول، فعل اور تقریر جمع ہوں مثلًا:

''عن عائشةَ رضی اللہ عنھا زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أن رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (وذلک فی رمضان) خرج لیلةً من جوفِ اللیلِ فصلی فی المسجدِ وصلی رجالٌ بصلاتہِ فأصبح الناسُ فتحدثوا فاجتمع اکثرُ منھم فصلی ، فصلوا معہ فاصبح الناسُ فتحدثوا فکثر أھلُ و المسجدِ اللیلة الثالثة ، فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصلی فصلوا بصلاتہ، کلما کانت اللیلة الرابعة عجز المسجد عن أھلہ حتی خرج لصلاةِ الصبحِ فلما قضی الفجرَ اقبل علی الناسِ فتشھد ثم قال: فأنہ لم یخفَ علیّ مکانکم ولکنی خشیتُ ان تفرضَ علیکم فتعجزوا عنھا فتوفی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والامر علی ذلک۔''(۲۱)

'' سیدہ عائشہ زوجہ النبی ﷺ سے مروی ہے کہ (رمضان المبارک) میں نبی ﷺ نے ایک رات مسجد میں نماز پڑھی (نماز تراویح) اور کچھ لوگوں نے بھی ساتھ نماز پڑھی دوسرے دن یہ بات لوگوں میں پھیل گئی تو دوسری رات میں آپ کے ساتھ پہلی رات سے زیادہ لوگ شریک ہوئے اور اس سے اگلے دن مزید لوگوں تک یہ بات پہنچی تو تیسری رات مزید لوگ جمع ہو گئے یہاں تک کہ چوتھی رات نمازیوں سے مسجد تنگ پڑ گئی جبکہ نبی کریم ﷺ (چوتھی رات کو تشریف نہ لائے) اور صبح نماز کے لیے آئے اور نماز صبح پڑھانے کے بعد فرمایا تمہارا معاملہ مجھ پر مخفی نہ تھا لیکن مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اس سے عاجز آ جاؤ پھر آپ کے وصال تک معاملہ یوں ہی رہا۔''

حدیث مذکور میں نہ صرف یہ کہ حضور اکرم ﷺ کا قول ،فعل اور تقریر ، سکوت جمع ہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فعل بھی اس میں مذکور ہے اور یہ حدیث مرفوع وموقوف کا اجتماع بھی ہے۔اور اس سے آپ کے سکوت کی قول سے تائید ہوئی لیکن یہ سکوت خود تقریر نہیں بلکہ سکوت غیر تقریری ہے جبکہ قول تقریری ہے جو خود آپ کے سکوت کی وضاحت کر رہا ہے۔تو معلوم ہوا کہ کبھی قول سکوت کی تائید کرتا ہے اور کبھی قول بھی ہوتا ہے۔

حدیث مرفوع وموقوف

بعض ایسی احادیث ہیں جن میں ایک حصہ کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف جب کہ دوسرے حصے کی نسبت صحابی کی طرف ہے تو وہ حدیث مرفوع بھی ہے ، موقوف بھی ۔یعنی اُس کا ایک حصہ مرفوع اور ایک حصہ موقوف ہے اگرچہ اُسے حدیث مرفوع ہی کہا جاتا ہے۔اس کی ایک

بہت ہی جامع مثال مرض وصال میں جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے تمام موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا نماز میں جمع ہونا اور بعد میں خود رحمت عالم ﷺ کا تشریف لا کر نماز کو مکمل فرمانا اور کلام فرمانا ہے۔اس حدیث میں جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قول و فعل دیگر صحابہ کرام کا فعل اور جناب نبی کریم ﷺ کا قول ، فعل اور کیفیت بلکہ پورے ماحول کی حالت مذکور ہے۔اور یہ بھی اسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا قولاً حکم کبھی مخاطب کو اختیار بھی دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے امر قولی کے بجائے خاموش رضا کو ترجیح دی اور اس کا تعلق باطنی و روحانی امور سے ہے اس حدیث میں جو مزید فنی ابحاث ہیں وہ طویل غور و خوض کی متقاضی ہیں۔

زبانی اور تحریری حدیث

حدیث مبارک کو اس اعتبار سے بھی دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے کہ اکثر احادیث تو زبانی ہیں جب کہ بعض احادیث ایسی بھی ہیں جو زبانی کے ساتھ ساتھ تحریری بھی ہیں۔یعنی اکثر محض زبانی ہیں اور بعض زبانی کے ساتھ ساتھ تحریری بھی ہیں کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے کبھی کچھ نہیں لکھا بلکہ اپنی زبان مبارک سے بول کر لکھوایا جیسا کہ آپ کے خطوط ، معاہدات اور ابو شاہ کے لیے لکھا گیا آپ کا خطبہ ہے۔اور ایسی حادیث سے کو تحریری احادیث کہنا زیادہ بجا ہے اور اس سے احادیث کو لکھنے کے حکم کا ثبوت بھی واضح ہوتا ہے جو کئی اعتراضات کا جواب ہے۔

قولی احادیث کی اقسام

حدیث مبارکہ کی بنیادی قسم قولی ہے اور اسی کی تعداد سب سے زیادہ ہے لیکن ایسی احادیث کو غور سے پڑھا جائے تو اس کی مزید تقسیم ممکن ہے اور یہ فائدہ سے خالی بھی نہیں بلکہ اس کے کئی فوائد ہیں۔اس کی تقسیم قول کی نسبت کے اعتبار سے ہوگی مثلاً بعض احادیث ایسی ہیں جن میں ابتداءً خود آپ کا قول مذکور ہے جن کی مثالیں مشہور ہیں۔

قولی کی دوسری قسم وہ ہے جس میں آپ نے کچھ کسی دوسرے کی تائید میں فرمایا: مثلاً جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی شراب نوشی نہیں کی تھی تاکہ میری عزت محفوظ رہے کیوں کہ جو شخص شراب پیتا ہے اُس کی عزت و مروت ضائع ہوجاتی ہے۔جب یہ بات حضور نبی کرم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: صدق ابو بکر، صدق ابو بکر، صدق ابو بکر۔[۲۲]

اسی طرح آپ نے بہت سارے اقوال انبیائے کرام علیہم السلام ، ملائکہ اور دیگر لوگوں کے بھی حکایت فرمائے ہیں تو اس اعتبار سے حدیث قولی کو دواقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔حدیث انشائی ، حدیث حکائی

حدیث انشائی : ایسی حدیث جس میں خود نبی کریم ﷺ کا اپنا قول مبارک مذکور ہو جو کسی دوسرے شخص کی حکایت نہ ہو۔

حدیث حکائی : ایسی حدیث جس میں کسی نبی ،فرشتہ یا کسی دوسرے شخص کا قول حکایۃً کیا گیا ہو اور حکایت و نقل فرمانے والے نبی کریم ﷺ ہوں جیسے :

''عن ابی وهب مولی أبی هريرة رضی الله عنه قال : لما رجع رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم ليلة أسری به ، فكان بذی طوی قال: يا جبريل إن قومی لا يصدقونی ، قال جبريل ليصدقك ابوبكر هو الصديق۔''[۲۳]

'' جناب ابو ہریرہ کے غلام ابو وہب کہتے ہیں کہ:جب رسول اللہ ﷺ شب معراج کی سیر سے لوٹے اور مقام ذی طوی میں پہنچے تو فرمایا:اے جبرائیل میری قوم (اس بارے) میری تصدیق نہیں کرے گی تو جبرائیل نے عرض کیا کہ ابو بکر ضرور تصدیق کرے گا اور وہ صدیق ہے"

اس حدیث میں جبریل کے قول کو نبی کریم ﷺ کے واسطہ سے روایت کیا گیا ہے اور لقب صدیق زبان جبریل سے ثابت ہونے کی دلیل بھی اس حدیث سمجھی جارہی ہے اور ایک اعتبار سے یہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے جبریل کے قول کی تائید اور تقریر بھی ہے۔

حدیث فعلی کی اقسام

آپ کی اکثر احادیث فعلیہ ایسی ہیں جن میں آپ کے ابتدائی ذاتی فعل کا ذکر ہے جب کہ بعض احادیث ایسی بھی ہیں جن میں آپ کے کسی ایسے فعل کا ذکر ہے جو آپ نے کسی نبی کے فعل کو پسند فرماتے ہوئے اپنایا۔شریعت اسلامیہ کو ملت ابراہیمیہ بھی کہتے ہیں کیوں کہ اس میں بہت سارے وہ امور ہیں جن کی بنیاد جناب ابراہیم علیہ السلام نے رکھی۔لیکن ابھی تک وہ اُمور شریعت اسلامیہ میں جاری ہیں۔اسی طرح یوم عاشورا کا روزہ جناب موسیٰ علیہ السلام کی یادگار ہے اور یہ روزہ خود نبی کریم ﷺ نے رکھا ہے۔(۲۴) اور یہ موافقت اہل یہود کے بجائے جناب موسیٰ علیہ السلام کی تھی جیسا کہ ''نحن احق بموسی منکم''کے کلمات سے سمجھا جا سکتا ہے۔

ابن رجب لکھتے ہیں:

''فصامه (صوم یوم عاشوراء) رسولُ الله صلی الله علیه وآله وسلم متابعةً لانبیاء الله'' (علیهم الصلوات والتسلیمات)۔[۲۵]

'' آپ ﷺ کا یوم عاشوراء کو روزہ رکھنا انبیاء کرام علیہم السلام کی مناسبت میں تھا۔''

علامہ مبارک پوری نے لکھا ہے کہ ہجرت سے پہلے بھی نبی کریم ﷺ یہ روزہ قریش کی موافقت میں رکھتے تھے، کیوں کہ قریش اس دن غلاف کعبہ چڑھاتے اور روزہ رکھتے تھے۔[۲۶]

ایسی احادیث کی نشاندہی کرنے سے اس بات کی طرف بطور خاص توجہ مبذول ہو گی کہ کون سے امور انبیاء سابقین علیہم السلام اور نبی آخر الزمان ﷺ کے درمیان مشترک ہیں اور کونسے آپ اور آپ کی امت کی انفرادیت ہے۔

حدیث تقریری کی اقسام

حدیث تقریری یہ ہے کہ ایسا قول ، عمل یا رواج جو نبی کریم ﷺ کے سامنے ہو یا اس کی آپ ﷺ کو ظاہری اسباب سے خبر ہو اور آپ ﷺ اس کی مخالفت نہ فرمائیں یعنی اُس سے منع نہ فرمائیں نہ اُس وقت اور نہ ہی اُس کے بعد تا وقت وصال، اس کی بھی متعدد صورتیں ہیں۔

تقریر سکوتی

کسی قول ،فعل یا رواج پر آپ ﷺ کا خاموش رہنا ، عموماً حدیث تقریری کی یہی تعریف کی جاتی ہے اور اسی ایک صورت کو بیان کیا جاتا ہے۔

تقریر قولی

نبی کریم ﷺ کا کسی قول وفعل وغیرہ کو اپنے قول مبارک سے درست قرار دینا اور اس کی تصدیق وتائید کرنا جیسا کہ یہ حدیث ہے:

''عن ابی سلمةَ رضی الله عنه قال : قرأ رسولُ الله صلی الله علیه وآله وسلم سورةً علی المنبرِ ، فقال ابو ذر لابی بن کعب: متی انزلت هذه السورة؟ فقال له ابیؓ: ما کان لک من صلاتِک الا ما لغوت ، قال: فذکر ذلک للنبیِ صلی الله علیه وآله وسلم فقال: صدق ابیّ۔''[۲۷]

'' ابو سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر ایک سورۃ پڑھی تو ابو ذر نے (اسی دوران) جناب ابی سے پوچھا کہ یہ سورۃ کب نازل ہوئی ہے تو ان سے حضرت ابی نے کہا کہ تم نے اپنی نماز کو لغو کر دیا ہے (یعنی لغو کلام کیا ہے) انہوں نے جب اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ ابی نے سچ کہا ہے۔''

چونکہ ابو ذر نے بوقت جمعہ اور دوران خطبہ یہ سوال کیا اور دوران خطبہ کلام کرنا درست نہیں اس لیے جناب ابی بن کعب نے ان سے کہا کہ تم نے اپنی نماز کے ثواب کو ضائع کر دیا۔ اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے قولاً اس کی تائید اور تقریر فرمائی۔ تو اس حدیث میں قول تقریر کے لیے ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قول اور تقریر ضد نہیں بلکہ یہ دونوں جمع بھی ہو سکتے ہیں۔

تقریر فعلی

اگر کوئی کام معاشرے میں ہو رہا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی سے اسے اپنا لیا تو یہ بھی اُس کام کی صحت و درستی کی تائید اور تقریر ہے جیسا کہ یہود کے کہنے پر کہ عاشوراء کے دن جناب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی اور آپ نے روزہ رکھا تو اس لیے ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''نحن احق بموسی منکم''(۲۸)

اس میں آپ کا روزہ رکھنا اُن کے قول کی صحت پر دلیل اور اس کی تقریر و تائید ہے کہ اُن کا یہ قول درست ہے۔

حدیث اور اثر سے مرکب حدیث

ذخیرہ احادیث میں ایک بڑی تعداد ایسی احادیث کی ہے جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک اور صحابہ کرام کے اقوال وآثار کو بیان کیا گیا ہے تو ایسی احادیث حدیث واثر کا مرکب اور مجموعہ ہیں۔ ان کی امثلہ ذکر کرنے سے مستغنی ہیں۔

خلاصہ ونتائج تحقیق

ابتدائی محدثین سے حدیث کی اصطلاحی تعریف ثابت نہیں ہے بلکہ یہ تدوین حدیث کے بہت بعد میں وضع کی گئی ہے۔

متقدمین محدثین نے حدیث کی صرف تین اقسام کی طرف تقسیم کی ہے اور بہت ساری بنیادی اقسام کو ذکر نہیں کیا گیا جبکہ ان کا ذکر کرنا بھی فوائد سے خالی نہیں ہے۔

حدیث نبوی کی طرح حدیث قدسی کی تقسیم کی بھی ضرورت ہے۔

حدیث تقریری صرف سکوت پر مشتمل نہیں بلکہ قول اور فعل سے بھی تقریر و تائید ہوتی ہے۔

مفرد اقسام کی طرح مرکب اقسام بھی حدیث کی متعارف کروانے کی ضرورت ہے کیونکہ بسا اوقات ایک ہی حدیث قدسی بھی ہوئی ہے اور نبوی بھی، اسی طرح حدیث کا ایک حصہ قول نبوی اور دوسرا حصہ قول صحابی پر مشتمل ہوتا ہے ایسی احادیث کو بطور ایک الگ قسم کے متعارف کرانے کی ضرورت ہے۔

حدیث کے باب میں یہ گوشہ تشنہ تحقیق ہے کہ حدیث کی سب سے پہلے کب تعریف کی گئی اور ابتدائی کتب میں اس کے عدم ذکر کی کیا وجوہ ہو سکتی ہیں۔

حوالہ جات

(۱) الجرجانی، علی بن محمد السید الشریف(م۸۱۶ھ)التعریفات، ص۶۰، کراچی: قدیمی کتب خانہ، س ن

(۲) البخاری، محمد بن اسماعیل(۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الصیام، باب قول اللہ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ، رقم:۷۴۹۲، مصر: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ

(۳) احمد بن حنبل (۲۴۱ھ)، مسند احمد، رقم الحدیث :۱۶۶۲۱، بیروت :مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۱ھ

(۴) الانفال۸: ۶۷، ۶۸

(۵) التوبہ۹: ۸۴

(۶) الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ(۲۷۹ھ)، سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب و من سورۃ ص، رقم:۳۲۳۳، بیروت: دارالغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء

(۷) برہان الدین، ابراہیم بن عمر (۷۳۲ھ)، رسوم التحدیث فی علوم الحدیث، ص ۶۴، بیروت: دار ابن حزم، ۱۴۲۱ھ

(۸) الکافیجی، محمد بن سلیمان(۸۷۹ھ)، المختصر فی علم الاثر، ص ۲، الریاض: مکتبہ الرشد، ۱۴۰۷ھ

(۹) السخاوی، محمد بن عبدالرحمن(۹۰۲ھ)، فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث للعراقی، مصر: مکتبۃ السنۃ، ۱۴۲۴ھ، ۲۲/۱

(۱۰) السباعی، مصطفی بن حسینی، ڈاکٹر(۱۳۸۵ھ)، السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی، ۴۷/۱، قاہرہ: دارالعروبۃ، ۱۳۸۰ھ

(۱۱) مالک بن انس(۱۷۹ھ)، المؤطاء، باب قوت الصلوۃ، رقم الحدیث: ۳، بیروت: داراحیآء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ

(۱۲) ایضاً، باب ماجاء فی صفۃ النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۴۰۳

(۱۳) القشیری، مسلم بن حجاج(۲۶۱ھ)، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب کان النبی ﷺ اجود الناس بالخیر، رقم الحدیث:۲۳۰۸، بیروت: داراحیاء التراث العربی، س۔ن

(۱۴) احمد بن حنبل، (۲۴۱)، مسند احمد، مسند عبداللہ بن عباس، رقم الحدیث :۲۱۹۷

(۱۵) ایضاً، رقم الحدیث:۱۶۳۱۲

(۱۶) الترمذی، السنن الترمذی ، ابواب الطب ،رقم:۲۰۸۸

(۱۷) البخاری ، الجامع الصحیح ،کتاب الصلوۃ،باب حک البزاق بالید من المسجد،رقم الحدیث:۴۰۵

(۱۸) القشیری ، مسلم بن حجاج (۲۶۱ھ)،الجامع الصحیح ، کتاب الفضائل، باب کان النبی ﷺ وجود الناس بالخیر، رقم الحدیث:۲۳۰۸،بیروت: داراحیاءالتراث العربی، س۔ن

(۱۹) کشمیری، محمد انور شاہ(۱۳۵۳ھ)، العرف الشذی شرح سنن الترمذی ،ج ۱ ،ص۴۰۳ ،بیروت : داراحیاء التراث العربی

(۲۰) البخاری ، الجامع الصحیح ،کتاب الصلوۃ،باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب،رقم الحدیث:۱۴۱۹

(۲۱) ایضاً،کتاب ،الصیام ،باب من قام رمضان، رقم الحدیث:۲۰۱۱-۲۰۱۲

(۲۲) ابن عساکر، علی بن الحسین(۵۷۱ھ)،تاریخ دمشق لابن عساکر ،ج۳۰،ص۳۳۳،بیروت : دارالفکر ،۱۴۱۵ھ

(۲۳) الطبرانی، سلیمان بن احمد(۳۶۰ھ) ،المعجم الاوسط ،رقم الحدیث:۳۱۷۳، القاہرۃ: دارالحرمین ، س ن

(۲۴) ابن ماجہ ،ابوعبداللہ محمد بن یزید (۲۷۳ھ)،السنن ،رقم الحدیث:۱۷۳۴،بیروت: داراحیاء الکتب العربیہ ، س ن

(۲۵) ابن رجب ، عبدالرحمن بن احمد (۷۹۵ھ)، لطائف المعارف ، ج۱، ص۹۶، بیروت: دارابن حزم ، ۱۴۲۴ھ

(۲۶) مبارک پوری، عبیداللہ بن محمد(۱۴۱۴ھ)، مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح،۴۸/۷، بنارس: الجامعۃ السلفیۃ،۱۴۰۴ھ

(۲۷) اسماعیل بن جعفر(۱۸۰ھ)، احادیث اسماعیل بن جعفر،رقم الحدیث: ۱۹۶، الریاض: مکتبۃ الرشد،۱۴۱۸ھ

(۲۸) البخاری ،الجامع الصحیح،کتاب الصیام، باب صیام یوم عاشوراء ،رقم الحدیث :۲۰۰۴ء